دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کے لیے روزے کا حکم

1

ریفرنس نمبر: Aqs 1316

تاریخ: 02-05-2018

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک خاتون بچے کو دودھ پلاتی ہے اور اس سے کافی پریشانی ہورہی ہے، کمزوری بہت ہے، تو یوں خطرہ ہے کہ کہیں بیمار نہ ہوجائے، تو کیا اس صورت میں اسے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہوگی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دودھ پلانے والی عورت، اسی طرح حاملہ خاتون کو اگر روزہ رکھنے سے اپنی یا بچے کی جان کو نقصان پہنچنے یا بیمار ہوجانے یا ناقابلِ برداشت مشقت میں پڑجانے کا صحیح اندیشہ ہے، تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ظنِ غالب تین طرح سے حاصل ہوسکتا ہے: اس کی کوئی واضح علامت ہو یا سابقہ ذاتی تجربہ ہو یا کوئی ایسا مسلمان ڈاکٹر جو علانیہ گناہ نہ کرتا ہو اور اپنے شعبے میں مہارت رکھتا ہو، بتائے۔ یاد رہے کہ بیماری یا ہلاکت وغیرہ کا محض خیال کافی نہیں، بلکہ مذکورہ طریقوں میں سے کسی طریقے کے مطابق ظنِ غالب حاصل ہونا ضروری ہے۔

لہٰذا پوچھی گئی صورت میں اگر واقعی دودھ پلانے سے ایسی کیفیت ہوجاتی ہے اور اوپر مذکور تین چیزوں میں کوئی چیز پائی جاتی ہے، تو پھر روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، ورنہ نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إن اللہ تعالی وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلاۃ وعن الحامل أو المرضع الصوم" ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے مسافر سے روزے اور نماز کے ایک حصے کو اٹھادیا ہے اور حاملہ اور دودھ پلانے والی سے بھی روزے اٹھادیے ہیں۔

(سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی الرخصۃ الخ، جلد3، صفحہ50، دار ابن کثیر، بیروت)

ملتقی الابحر میں ہے: "حامل او مرضع خافت علی نفسھا او ولدھا تفطر وتقضی" ترجمہ: حاملہ یا

دودھ پلانے والی کو اپنی یا بچے کی جان کا خوف ہو، تو روزہ نہ رکھے اور (بعد میں) قضا کرے۔

(ملتقی الابحر مع مجمع الانہر، کتاب الصوم، جلد1، صفحہ369، مطبوعہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں: "حاملہ کو بھی مثلِ مرضعہ روزہ نہ رکھنے کی اجازت اسی صورت میں ہے کہ اپنے یا بچّے کے ضرر کا اندیشہ غلبہ ظن کے ساتھ ہو نہ کہ مطلقاً۔" **(فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ597، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)**

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ حاملہ، دودھ پلانے والی اور مریض کے روزہ چھوڑنے کی صورت کو بیان کر کے لکھتے ہیں: "ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے، محض وہم ناکافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں:

(1) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا

(2) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا

(3) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اُس کی خبر دی ہو۔"

(بہار شریعت، جلد1، صفحہ1003، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری مدنی

15 شعبان المعظم 1439ھ/02 مئی 2018ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے